قبر پرستی دنیا میں کیوں کر پھیلی؟

اسباب و وجوہ

اس فتنۂ عظیمہ سے روکنے کے وسائل وذرائع

تحریر: علامہ سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ بانی وامیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

آج اگر کوئی مسلمانوں کی تمام موجودہ تباہ حالیوں اور بدبختیوں کو دیکھنے کے بعد یہ سوال کرے کہ ان کا کیا علاج ہوسکتا ہے تو اس کو امام مالکؒ کے الفاظ میں ایک جملے کے اندر جواب ملنا چاہئے کہ: (لایصلح اخر هذه الامة الابما صلح به أولها) یعنی امت کے آخری عہد کی اصلاح کبھی نہ ہو سکے گی، تاوقتیکہ وہی طریقہ اختیار نہ کیا جائے جس سے اس کے ابتدائی عہد کی اصلاح پائی تھی اور وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ کتاب و سنت کی طرف رجوع کیا جائے اور ہر اس دعوت کو جو اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی طرف سے آئے دلی قبولیت کے ساتھ سنا جائے۔

﴿یاأیها الذین أمنو استجیبو الله ولرسول إذا دعاکم لما یحییکم﴾ ترجمہ: ''مسلمانو! اللہ اور اس کا رسول جب تمہیں بلائے تو اس کی دعوت پر لبیک کہو کہ اس کی دعوت حیات بخش ہے۔''

یہ صلاحیت اور آمادگی اسی صورت میں ہوسکتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت اور ان کے احکام کی عزت وحرمت دنیا کی تمام محبتوں اور عزتوں پر غالب ہو اور ان کی محبت دل کی گہرائیوں میں اس طرح نشیمن بنا چکی ہو کہ اعزہ واقارب کی محبت، امراء وسلاطین کی عزت وحرمت، غرض دنیا کی ہر وہ چیز جس میں کچھ بھی محبوبیت ہو، اللہ اور اس کے رسولؐ کے مقابلہ میں کوئی قدر و قیمت نہ رکھتی ہو، حتیٰ کہ محبت کی کوئی ایسی شکل جو انسانی نفس، اللہ اور اس کے رسولؐ کیلئے تجویز کرے۔ مگر اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ اس کے دیار محبت کے خلاف سمجھے تو اس کو بھی شیطانی وسوسہ سمجھ کر فوراً چھوڑ دے۔ اس کے بعد محب صادق کو اللہ بزرگ و برتر کی محبوبیت کا یقیناً شرف حاصل ہوتا ہے:

﴿إن کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله﴾ ترجمہ: ''اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اس سے تم محبوبِ الٰہی بن جاؤ گے۔'' (آل عمران: ۳۱)

سلف صالحین کی مساعیٔ جمیلہ

یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اسلام کا ابتدائی عہد یمن و برکت اور ہدایت وسعادت کی دولت سے مالا مال اور ہر قسم کی بدعات و رسوم کی آمیزش سے پاک وصاف تھا، کیونکہ سلف صالح، صحابہ کرامؓ، محدثینؒ اور آئمہ دینؒ نے اسلام کی حقیقی تعلیم کو ہر قسم کی خارجی گمراہیوں اور غیر دینی اثرات واختلاطات سے محفوظ رکھنے کیلئے ہر طرح کی کوشش فرمائی، وہ اس چیز کو سمجھ چکے تھے کہ آج اسلام کی نشو ونما اجتماعی کا ابتدائی دور ہے اور اس کے سرچشمے پھوٹ کر بہہ رہے ہیں اور ایک تنکا بھی اگر ان کی راہ میں آ گیا تو ڈر ہے کہ یہی تنکے جمع ہوکر ایک دن بڑی بڑی نہروں کے سرچشمے کو بند کر دیں گے۔ وہ اسلام کی حفاظت کیلئے کمربستہ ہوگئے۔ ان کی مثال اس جانباز محب کی سی تھی جو اپنے محبوب کے تلووں میں ایک کانٹے کی چبھن بھی دیکھتا ہے تو اس زور سے چیختا ہے، گویا اس کے پہلو میں خنجر نے شگاف کر دیا، وہ اس ایک ایک تنکے اور مٹی کے ایک ایک ذرے کو اسلام کی راہ سے ہٹانے کیلئے اپنی عزیز سے عزیز متاع کو قربان کر دینے کیلئے آمادہ و تیار رہتے تھے۔ اگر اس وقت صدیق امت اور خلیفہ اسلام ابوبکرؓ، فاروق اعظم عمرؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد محدثین و آئمہ دین کے دلوں کو اللہ تعالیٰ اپنے الہام سے معمور نہ کر دیتا اور وہ ایک داخلی جہادِ عظیم سے ان تمام فتنوں اور بدعتوں کا سد باب نہ فرما دیتے تو آج دنیا میں اسلام کی بھی وہی حالت ہوتی جو دنیا کے تمام محرف اور مسخ شدہ مذاہب کی نظر آ رہی ہے اور اس کی حقیقی تعلیمات کو بھی طرح طرح کی بدعات ومحدثات کا سیلاب بہا کر لے گیا ہوتا اور آج ڈھونڈنے سے بھی ان کا پتہ نہ چلتا۔

سلف نے اسلام کی جن اہم اور بلند مقاصد کی بنا پر بدعات ومحدثات اور خارجی گمراہیوں کا جس قوت اور سرفروشی سے مقابلہ کیا اور کسی شکل کو بھی اس میں گوارا نہ کیا، واقعات نے ثابت کر دیا کہ وہ یکسر صحیح وواقعی تھے، ہم دیکھ رہے ہیں کہ انہی مسائل نے بالآخر اسلام کی حقیقی تعلیم کو طرح طرح کی خارجی ضلالتوں سے آلودہ کیا اور افسوس کہ مسلمان ان فتنوں سے نہ بچ سکے، جو ان سے پہلی قوموں میں موجبِ ضلالت ہو چکے تھے۔

فتنۂ قبور

مسلمانوں میں جن مسائل نے اختلاف وتحریف کی بنیادیں رکھی ہیں اور ان کو کتاب وسنت کی صراط مستقیم اور صحابہ کرامؓ کے اسوۂ حسنہ سے انحراف کی راہ دکھائی، ایک اہم مسئلہ مقبروں کی تعمیر اور وہاں خشوع و خضوع کے ساتھ دعائیں مانگنا اور قبور ومزارات کو تقرب الی اللہ اور قبولیتِ دعاء کا بہترین مقام سمجھنا ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ ؒ اور ان کے شاگرد رشید حافظ ابن قیم ؒ نے اس موضوع پر اپنی متعدد تصانیف میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ آج میں چاہتا ہوں کہ ان اہم اور لطیف مباحث میں سے چند آپ کے سامنے کسی قدر اختصار کے ساتھ پیش کروں۔

قبر پرستی کیونکر پھیلی؟

اس سلسلہ میں سب سے پہلے اس پر غور کرنا چاہئے کہ دنیا میں قبر پرستی کیونکر پھیلی؟ اس کے اسباب و وجوہ کیا ہیں اور کیونکر ان کا انسداد کیا جاسکتا ہے۔ سب سے پہلے یہ فتنہ نوح علیہ السلام کی قوم میں پیدا ہوا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں نوح علیہ السلام کی مساعی وتبلیغ توحید کا ذکر کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا: ﴿**قال نوح رب انهم عصوني واتبعوا من لم يزده ماله وولده الا خساراً و مكروا مكراً كباراً وقالوا لا تذرن الهتكم ولا تذرن وداً ولا سواعاً ولا يغوث و يعوق ونسراً**﴾ (سورۃ نوح:۲۳) ترجمہ: ''نوح علیہ السلام نے کہا، اے میرے رب! میری قوم نے میری نافرمانی کی اور اس شخص کی پیروی کی جس کو اس کے مال واولاد نے سوائے خسارے کے کچھ نہیں پہنچایا (یعنی اپنے مال داروں کا کہا مانو) اور انہوں نے بڑے مکر وفریب سے کام کیا اور کہا کہ ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور نہ ہی ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر (نوح علیہ السلام کی قوم کے بتوں کے نام ہیں) کو چھوڑنا۔'' ابن عباسؓ اور بہت سے صحابہ کرام اور تابعین سے روایت ہے کہ یہ نوح علیہ السلام کی قوم کے صالح لوگوں کے نام ہیں، جب وہ فوت ہوگئے تو لوگوں نے ان کی قبروں پر بیٹھنا شروع کردیا اور دعا وعبادت کیلئے ان کو بہترین مقام سمجھنا شروع کردیا، کچھ عرصہ بعد ان کی تصویریں بنائی گئیں۔ پھر فرطِ عقیدت میں تصویروں کی جگہ ان کے مجسمے اور بت بنانے شروع کردیئے، حتیٰ کہ اس حد سے بڑھی ہوئی عقیدت مندی نے ان کو بتوں اور مجسموں کی عبادت پر آمادہ کرلیا۔

صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ام سلمہؓ نے ملک شام کے ایک گرجے کا اور اس میں جو تصاویر تھیں۔ ان کا نبیؐ سے ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا ان سب میں جب کوئی صالح اور نیک فوت ہوجاتا تو اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس کی تصویر وہاں رکھتے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔ (بخاری شریف)

صحیح مسلم میں حضرت جندبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: ''دیکھو! تم سے پہلی امتوں نے انبیاء اور صلحاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا تھا۔ تم قبروں کو عبادت گاہ نہ بناؤ، میں تم کو سختی سے منع کرتا ہوں۔'' (مسلم) اس حدیث میں نبی ﷺ نے اپنی امت کو اس فتنہ سے بچنے کی تاکید فرمائی، اس

کے علاوہ بھی متعدد احادیث ہیں جن میں آپؐ نے کئی طریقوں سے امت کو اس فتنہ سے بچانے کی کوشش کی۔

شیطانی تعلیم کے درجہ بدرجہ اسباق

لیکن اس سے پہلے کہ ان طریقوں کو بیان کیا جائے جو حضورؐ نے اس فتنہ سے محفوظ رہنے کیلئے فرمائے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شیطان یا شیطانی جماعتیں کس طرح لوگوں کو آہستہ اور درجہ بدرجہ اس فتنے میں مبتلا کرتی ہیں، حقیقت یہ ہے کہ جیسے جیسے امت کتاب وسنت سے محروم ہوتی چلی گئی ایسے ہی شیطان اور اس کے متبعین کا اقتدار وتسلط بڑھتا گیا اور اس کے مکر وفریب میں نادان اور بے خبر لوگ مبتلا ہوتے گئے۔ شیطان کی فریب کارانہ چالیں یا اس کی درجہ بدرجہ تعلیم پہلے بیان کی جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ تمام طریقے بیان کئے جائیں گے جو نبی اکرم ﷺ نے اس فتنے سے بچنے کیلئے ارشاد فرمائے ہیں۔

پہلا سبق

سب سے پہلے شیطان اپنے مرید کو یہ سکھاتا ہے کہ قبر کے پاس دعا کرنی چاہئے اور وہ قبر کے پاس جا کر عاجزی اور دل سوزی سے دعا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ قبر کی وجہ سے نہیں اس کی عاجزی اور ذلت کی وجہ سے اس کی دعا قبول کر لیتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ اس سوز وگداز سے دکان، شراب خانے، حمام یا بازار میں بھی دعا کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کر لیتا ہے۔ جاہل آدمی تو یہی سمجھتا ہے کہ اس دعا کی قبولیت میں قبر کا بڑا دخل ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر لاچار شخص کی دعا قبول کرتا ہے، اگرچہ وہ راضی ہی کیوں نہ ہو اور یہ بھی ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کی دعا قبول کرتا ہے اس سے راضی ہوتا ہے اور اس کو دوست رکھتا ہے یا اس کے فعل کو پسند کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو نیک وبد، مومن وکافر، ہر دو کی دعا قبول کرتا ہے۔

بہت لوگ ایسی دعا مانگتے ہیں جس میں وہ حد شریعت سے تجاوز کر جاتے ہیں یا شرک کرتے ہیں یا دعا میں ایسے سوال کرتے ہیں جو ناجائز ہیں اور ان کی ساری یا بعض مرادیں پوری ہو جاتی ہیں اور وہ یہ خیال کرنے لگ جاتے ہیں کہ ان کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے اور ان کی حالت اس شخص کی سی ہو جاتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ مال اور اولاد سے ڈھیل دیتا ہے اور وہ یہی سمجھتا رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو کر اس کو ہر طرح کی بھلائی پہنچاتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ فلما نسوا ما ذکروا به فتحنا علیهم ابواب کل شئی ﴾ (سورۃ انعام: ۴۴) ترجمہ: ''جب ان نافرمانوں نے نصیحت الٰہی کو فراموش کر دیا تو ہم نے ان پر ہر نعمت کے دروازے کھول دیئے۔''

دعا دو قسم کی ہے، ایک تو عبادت ہے جس پر دعا کرنے والا ثواب کا مستحق ہوتا ہے، دوسری کسی حاجت کا سوال ہے جو پوری تو ہو جاتی ہے لیکن وہ دعا کرنے والے کیلئے باعث تکلیف بن جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کر لیتا ہے، لیکن جو اس نے اس میں اللہ تعالیٰ کے حقوق ضائع کرنے اور اس کی حدوں کو توڑنے کی جرأت کی ہوتی ہے۔ اس کے بدلے اس کو عذاب بھی کرتا ہے۔

الغرض شیطان آہستہ آہستہ اپنے مکر کے جال میں انسان کو پھنساتا ہے اور اس کو کہتا ہے کہ قبر کے پاس بہت اچھی طرح دعا کرنی چاہیئے اور نیز کہ اس جگہ دعا کرنا مسجد میں اور سحر کے وقت (جس وقت میں دعا کی قبولیت کی آنحضرتؐ نے خبر دی ہے) دعا کرنے سے بہتر ہے، جب شیطان یہ سبق از بر کرا لیتا ہے تو دوسرا سبق شروع ہوتا ہے۔

دوسرا سبق

اب وہ اس کو کہتا ہے کہ جو کچھ مانگنا ہے اس قبر والے بزرگ کے طفیل مانگو اور اللہ تعالیٰ کو اس مقرب بندے کی قسم دو، تو تمہاری دعا ضرور قبول ہوگی اور یہ پہلے سبق کے مقابلہ میں زیادہ برا فعل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بلند ہے کہ اس کو کسی بندے کی قسم دی جائے یا کسی بندے کے طفیل اس سے کچھ مانگا جائے۔

تیسرا سبق

جب اس شخص کے دل میں یہ بات ذہن نشین ہو جاتی ہے کہ اس بزرگ کی قسم اللہ تعالیٰ کو دینے اور اس کے طفیل یا اس کے حق سے دعا مانگنے میں اس کی بہت عزت اور تعظیم ہے اور حاجتوں کے پورا کرنے میں یہ زیادہ مؤثر ہے تو پھر شیطان اس کو تیسرا سبق پڑھاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا اب اسی بزرگ سے مانگو اور اسی کی نذر و نیاز دیا کرو۔

چوتھا سبق

پھر اس کے بعد دوسرا درجہ یہ ہے کہ اس بزرگ کی قبر کو بت بنایا جائے اور اس پر بیٹھا جائے۔ اس پر قندیل اور شمع جلائی جائے اور اس پر پردے لٹکائے جائیں اور اس پر مسجد بنائی جائے، اور سجدہ اور طواف اور بوسہ دینے اور ہاتھ لگانے اور اس کا قصد کرنے اور اس کے پاس جانور ذبح کرنے سے اس کی عبادت کی جائے۔

پانچواں سبق

پھر صرف ایک درجہ باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگوں کو اس کی عبادت کی طرف بلایا جائے، اس

پر میلے لگائے جائیں اور اعمال حج اس جگہ اس قبر والے کیلئے ادا کئے جائیں (بلکہ حج بیت اللہ سے اس کے میلے کو بہتر سمجھا جائے، چنانچہ بہت جاہل کہتے ہیں کہ خواجہ اجمیر شریف کے ایک میلے کے کرنے سے سات حج کا ثواب ملتا ہے وغیرہ وغیرہ) اور ان کو یہ سمجھایا جائے کہ یہ سب امور ان کیلئے دنیا اور آخرت میں بہت مفید ہیں۔

شیخ ابن قیمؒ ''اغاثہ'' میں امام ابن تیمیہؒ سے نقل کرتے ہیں: قبروں کے پاس جو بدعات کی جاتی ہیں ان کے کئی درجے ہیں۔ سو شریعت سے بہت دور یہ ہے کہ انسان مردے سے اپنی حاجت طلب کرے اور اس سے فریاد رسی چاہے، جیسا کہ بہت لوگ کرتے ہیں اور یہ لوگ بت پرستوں کی جنس سے ہیں۔ اس لئے بعض اوقات شیطان اس مردے کی شکل میں ان کے سامنے آتا ہے جیسا کہ بت پرستوں کے سامنے بھی ان کے معبود کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ پس جب کوئی بت پرست اپنے معبود کو جس کی وہ تعظیم کرتا ہے بلائے تو شیطان اس کی شکل اختیار کر کے اس کے سامنے موجود ہوتا ہے اور بعض غائب امور کے متعلق ان سے کلام کرتا ہے کیونکہ شیطان بنی آدم کے گمراہ کرنے میں مقدور بھر کوشش کرتا ہے، اسی طرح جو لوگ سورج چاند اور ستاروں کی پوجا کرتے ہیں اور ان کو پکارتے ہیں ان کے سامنے بھی شیطان انسانی شکل میں آ کر کلام کرتا ہے اور بعض باتیں بتا جاتا ہے اور وہ لوگ اس کو ستاروں کی روحانیت سے تعبیر کرتے ہیں، درحقیقت وہ شیطان ہوتا ہے۔ اگر وہ بعض مقصدوں میں انسان کی مدد بھی کرتا ہے لیکن اس کو اس سے کئی گنا نقصان بھی پہنچا دیتا ہے۔

اس طور پر قبروں کے پاس قبر پرستوں پر بھی کئی حالات ظاہر ہوتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کرامات ہیں اور درحقیقت وہ شیطان کا فریب ہوتا ہے مثلاً جس مردے کی کرامت کا لوگوں کو گمان ہوتا ہے جب کوئی مرگی والا مریض اس کی قبر کے پاس لا کر ڈالا جاتا ہے تو جن (شیطان) اس سے اتر جاتا ہے تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے۔

فتنۂ قبر پرستی کے انسداد کیلئے وسائل و ذرائع!

نبی ﷺ نے اس فتنۂ عظیم سے اپنی امت کو بچانے کیلئے جو وسائل و ذرائع بیان فرمائے ہیں اب انہیں بیان کیا جاتا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ آج امت مسلمہ کو اس طوفان سے بچانے کیلئے اگر کوئی ذریعہ ہو سکتا ہے تو وہی جو آپؐ نے ارشاد فرمایا:

پہلا ذریعہ

آنحضرت ﷺ کا قبروں کو مساجد بنانے سے روکنے کے متعلق صحیح مسلم میں جندب بن عبداللہ البجلیؓ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے آپ کی وفات سے پانچ روز پیشتر سنا کہ فرماتے

تھے: ''خبردار جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بناتے تھے، خبردار، قبروں کو مسجدیں نہ بنانا، میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔''

صحیحین (بخاری و مسلم) میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس مرض میں جس سے آپ عہدہ برآ نہ ہوئے فرمایا: ''یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا دیا، اس سے آپؐ اپنی امت کو ان افعال سے ڈراتے تھے۔'' حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اگر اس بات کا خطرہ نہ ہوتا تو آپ کی قبر کھلی جگہ بنائی جاتی، لیکن اس بات کا خطرہ تھا کہ وہ بھی مسجد نہ بنالی جائے، یہ خطرہ آنحضرت ﷺ کی قبر کے کھلے میدان میں بنائے جانے سے روکنے کی وجہ سے ہے، کیونکہ آپؐ کی وفات کے بعد صحابہؓ میں موضع دفن کی نسبت اختلاف ہوا، حتیٰ کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کا فرمان سنا کہ انبیاءؑ اسی جگہ دفن کئے جاتے ہیں جہاں وہ وفات پائیں، چونکہ یہ انبیاء کا خاصہ ہے اس لئے آپ کو حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں دفن کیا گیا اور جیسے کہ رواج تھا، صحرا میں دفن نہ کئے گئے تاکہ آپؐ کی قبر پر نماز نہ پڑھی جائے اور لوگ اس کو مسجد نہ بنالیں، کیونکہ آنحضرت ﷺ نے آخر عمر میں قبروں کو مسجد بنانے سے روکا۔ پھر اہل کتاب میں سے ان لوگوں پر جنہوں نے ایسا کیا لعنت کی تاکہ آپؐ کی امت ان افعال سے باز رہے۔

اسی صحیح اور صریح سنت کی متابعت کی بناء پر عامۃ الناس نے قبروں پر تعمیر مساجد سے صریح طور پر اور صاف الفاظ میں روکا ہے اور امام احمدؒ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے اصحاب نے اس کی حرمت پر تصریح کی ہے اور بعض علماء نے اس کو مطلقاً مکروہ کہا ہے۔ لیکن ان علماء پر حسن ظن کا تقاضا یہی ہے کہ ان کی اس کراہت کو کراہت تحریمی ہی سمجھا جائے کیونکہ ہم ان پر یہ گمان نہیں کر سکتے کہ وہ ایسے فعل کو جس کی نہی اور اس کے فاعل کے ملعون ہونے پر آنحضرتؐ کا حکم حد تواتر کو پہنچ گیا ہو، جائز قرار دیں۔

دوسرا ذریعہ

آنحضرت ﷺ کا قبروں پر چراغ جلانے سے روکنا، امام احمدؒ اور اہل سنن نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور ان پر مسجدیں بنانے والوں پر اور چراغ جلانے والوں پر لعنت کی، پس جس فعل پر آنحضرتؐ لعنت کریں وہ کبیرہ گناہ ہوتا ہے اور فقہاء نے ایسے فعل کو صراحۃً حرام کہا ہے۔

ابو محمد مقدسیؒ فرماتے ہیں، اگر قبروں پر چراغ جلانا مباح ہوتا تو اس کے فاعل پر لعنت نہ کی جاتی

حالانکہ اس پر لعنت کی۔ پس اس میں ایک تو مال بے فائدہ ضائع ہوتا ہے دوسرے تعظیم قبور میں افراط ہے جو بتوں کی تعظیم کے مشابہ ہے۔ اسی لئے علماء نے کہا ہے کہ قبروں پر شمع یا چراغ جلانے یا تیل دینے کی نذر جائز نہیں کیونکہ یہ نذر معصیت ہے اور بالاتفاق اس نذر کو پورا کرنا جائز نہیں۔ نیز کہا کہ اس غرض سے کسی چیز کو قبروں پر وقف کر دینا بھی جائز نہیں کیونکہ یہ وقف صحیح نہیں اور اس کو نافذ کرنا حلال نہیں۔

تیسرا ذریعہ

آنحضرت ﷺ کا قبروں کو پختہ بنانے اور اس پر عمارت بنانے سے روکنا، صحیح مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے اور ان پر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ اس میں دو صورتوں کی ممانعت کا احتمال ہے ایک یہ کہ ان پر پتھروں یا ان کی مانند اور چیزوں سے تعمیر کرنا، دوسرا یہ کہ ان پر خیمہ وغیرہ نصب کرنا، ان دونوں صورتوں سے آنحضرتؐ نے منع فرمایا ہے، کیونکہ ان میں کوئی فائدہ نہیں اور مال بے فائدہ ضائع ہوتا ہے اور نیز یہ اہل جاہلیت کا فعل ہے۔

چوتھا ذریعہ

آنحضرت ﷺ کا قبروں پر کتابت کرنے (لکھنے) سے منع کرنا، سنن ابی داؤد میں جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے اور ان پر لکھنے سے منع فرمایا۔

پانچواں ذریعہ

آنحضرت ﷺ کا قبروں پر ان کی کھدائی سے نکلی ہوئی زائد مٹی ڈالنے سے منع فرمانا

چھٹا ذریعہ

آنحضرت ﷺ کا قبر کے پاس نماز پڑھنے سے منع فرمانا۔

صحیح مسلم میں ابو مرثد الغنویؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبروں کے اوپر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف نماز پڑھو اور نیز ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تمام زمین مسجد ہے سوائے مقبرہ اور حمام کے۔ اس حدیث کو امام احمدؒ اور اہل سنن نے روایت کیا۔

اس بارے میں نہی اور سخت ممانعت کی حدیثیں کثرت سے آئی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قبروں کو نماز کیلئے مخصوص کرنے میں بت پرستوں کے ساتھ مشابہت ہے جو بتوں کی تعظیم کیلئے ان کے آگے سجدہ کرتے

اور ان کا قرب حاصل کرتے ہیں اور ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں کہ بت پرستی کی ابتداء اسی فتنۂ قبور سے ہوئی تھی اور اسی لئے آنحضرت ﷺ نے اہل کتاب پر لعنت کی، کیونکہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنایا۔

شیخ ابن القیمؒ اِغاثۃ اللھفان میں اپنے استاذ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں، یہ علت جس کی وجہ سے شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے قبروں پر مسجدیں بنانے سے منع فرمایا، وہ ہے جس نے بہت سی امتوں کو یا تو شرک اکبر یا اس سے کم درجہ کے شرک میں مبتلا کیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس شخص کی قبر کے ساتھ شرک کرنا جس کی نسبت انسان کا خیال صالحیت اور نیکی کا ہو، انسان کو زیادہ مائل کرتا ہے، بہ نسبت اس کے شرک کے ساتھ کسی درخت یا پتھر کے، اسی لئے تم دیکھو گے کہ بہت سے لوگ قبروں کے پاس خشوع وخضوع اور گریہ زاری کرتے ہیں اور دل سے ایسی عبادت کرتے ہیں جو مسجد میں نہیں کرتے اور نہ پچھلی رات میں ایسی عبادت کرتے ہیں، بعض ان میں سے قبروں کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور اکثر قبروں کے پاس نماز ادا کرنے میں ایسی برکت کے امیدوار ہوتے ہیں جس کی امید انہیں مسجد میں ادا کی ہوئی نماز سے نہیں ہوتی۔ اسی خرابی کی وجہ سے آنحضرتؐ نے اس عقیدہ کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا اور قبرستان میں مطلقاً نماز ادا کرنے سے روک دیا۔ خواہ وہاں نماز پڑھنے والے کا قصد قبر کے پاس نماز ادا کرنے کا نہ ہو اور نیز آپؐ نے طلوع اور غروب اور زوالِ شمس کے وقت نماز کے ادا کرنے سے منع فرمایا، کیونکہ یہ ایسے اوقات ہیں جن میں مشرکین سورج کی عبادت کرتے ہیں۔ پس آپؐ نے اپنی امت کو ان اوقات میں نماز سے بالکل منع کر دیا، اگرچہ ان کا ارادہ مشرکین کا سا نہ ہو۔

اگر کوئی شخص قبر کے پاس نماز اس نیت سے ادا کرے کہ اس جگہ میں نماز ادا کرنے میں برکت ہوگی تو یہ اللہ اور رسولؐ کی سراسر دشمنی اور اس کے دین کی مخالفت ہے اور ایسے دین کا گھڑنا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا۔ کیونکہ عباوات کی بنا موافقت سنت اور اتباعِ رسولؐ ہے۔ ابتداع اور خواہش نفسانی پر نہیں۔ سو بلاشک تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے اور یہ انہوں نے اپنے نبیؐ کے دین سے بدیہی اور ضروری طور سے معلوم کیا ہے کہ مقبرہ کے پاس نماز منع ہے، چہ جائیکہ اس کو زیادہ باعث تبریک و بہبودی سمجھا جائے۔

ساتواں ذریعہ

آنحضرتؐ کا قبروں کو ہموار کرنے کا حکم دینا، صحیح مسلم میں ابولہیاج اسدیؒ سے روایت ہے کہ مجھ کو حضرت علیؓ نے کہا، کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس پر آنحضرت ﷺ نے مجھ کو بھیجا تھا اور وہ یہ تھا کہ جو تصویر دیکھے اسے مٹادے اور جو اونچی قبر دیکھے اسے ہموار کردے۔

آٹھواں ذریعہ

آنحضرت ﷺ کا قبروں کو عید (میلہ کی جگہ) بنانے سے منع فرمانا۔ سنن ابی داؤد میں اسناد حسن سے ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ یعنی ان میں نوافل پڑھا کرو اور میری قبر کو عید نہ بناؤ کیونکہ تمہارا درود مجھ کو پہنچ جائے گا، وہیں سے جہاں تم ہو گے۔

اور مسند ابی یعلی موصلی میں علی بن حسین (زین العابدین) سے روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ آنحضرت ﷺ کی قبر کے پاس ایک دریچہ کے پاس آتا، اس میں داخل ہوتا اور دعا کرتا ہے تو آپ نے اسے منع فرمایا اور کہا کہ میں تمہیں ایک حدیث سناؤں جو میں نے اپنے والد (امام حسینؓ) سے سنی اور انہوں نے میرے دادا حضرت علیؓ سے سنی اور آپ نے آنحضرت ﷺ سے سنی، آپ نے فرمایا: ''میری قبر کو عید نہ بناؤ اور اپنے گھروں کو قبریں تمہارا سلام جہاں کہیں تم ہو مجھے پہنچ جاتا ہے۔''

اور کہا سعید بن منصور نے خبر دی، ہم کو عبدالعزیز بن محمد نے، انہوں نے کہا ہم کو خبر دی سہیل بن ابی سہیل نے کہا دیکھا مجھ کو حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہم) نے قبر شریف کے پاس، پس بلایا انہوں نے مجھ کو حضرت فاطمہؓ کے گھر سے اور وہ رات کا کھانا کھا رہے تھے اور فرمایا آؤ کھانا کھاؤ، میں نے کہا مجھے اشتہا نہیں، پھر آپ نے فرمایا میں نے تمہیں قبر کے پاس کیوں دیکھا۔ میں نے کہا میں نے آنحضرتؐ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا کیا تو اسی لئے مسجد میں داخل ہوا تھا۔ پھر فرمایا آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرے گھر کو عید اور اپنے گھر کو قبریں نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجو، تمہارا درود مجھ کو پہنچتا ہے جہاں کہیں تم ہو۔ سو تم اور اندلس کے رہنے والے آنحضرت ﷺ سے اس اعتبار سے بالکل برابر قرب رکھتے ہو۔ پس جب کہ آنحضرتؐ کی قبر سید القبور ہے اور روئے زمین کی تمام قبروں سے افضل ہے اور آنحضرتؐ نے اس کو عید بنانے سے منع فرمایا ہے تو کسی اور قبر کے متعلق نہی بطریق اولیٰ ہو گی، خواہ کسی ولی کی، شہید کی یا کسی اور پیغمبر کی کیوں نہ ہو۔

پھر اس کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے ایک اور نہی ملا دی، اور فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور یہ آپ کا حکم ہے اس بات پر کہ اپنے گھروں میں نفل نمازیں اہتمام سے پڑھا کرو تا کہ وہ بمنزلہ قبور نہ بن جائیں اور ساتھ ہی قبروں کے پاس نماز پڑھنے سے بھی منع فرمایا اور اس امر کے ساتھ یہ حکم دے کر اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ تمہارا درود و سلام نزدیک و دور سے پہنچ جاتا ہے پس تمہیں کوئی ضرورت نہیں کہ تم قبر کو عید (میلہ گاہ) بناؤ۔

وما توفیقی الا باللہ